INDIAN STREAMS RESEARCH JOURNAL
ISSN NO : 2230-7850
IMPACT FACTOR : 5.1651 (UIF)
VOLUME - 15 | ISSUE - 2 | MARCH – 2025

عادل شاہی عہد کی شعری خدمات

ایک تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

مقالہ نگار : ڈاکٹر سید علیم اللہ حسینی
صدر شعبۂ اردو
انجمن ڈگری کالج، بیجاپور، کرناٹک

خلاصہ

دکن کی ادبی اور تہذیبی تاریخ میں عادل شاہی عہد کو ایک نمایاں اور روشن مقام حاصل ہے۔ عادل شاہی سلاطین نے سیاسی اور انتظامی میدان کے ساتھ ساتھ علم و ادب، فنِ موسیقی، مصوری، فنِ تعمیر اور شاعری کی سرپرستی کی۔ خصوصاً بیجاپور، عادل شاہی حکمرانوں کے عہد میں ایک عظیم علمی، ادبی اور تہذیبی مرکز بن کر ابھرا۔ اس دور میں دکنی زبان و ادب کو غیر معمولی فروغ حاصل ہوا اور شاعری کی مختلف اصناف، بالخصوص مثنوی، قصیدہ، غزل، رباعی اور مذہبی شاعری نے ترقی کی۔ سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی کی شخصیت اس عہد کی تہذیبی عظمت کی علامت ہے۔ وہ خود شاعر، موسیقار اور فنونِ لطیفہ کے قدردان تھے۔ ان کی مشہور تصنیف "کتابِ نورس" دکنی شاعری اور موسیقی کی تاریخ میں ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ اسی طرح علی عادل شاہ ثانی المعروف شاہیؔ بھی ایک اہم شاعر تھے۔ ان کے دربار میں ملا نصرتی کو ملک الشعرا کا مقام حاصل ہوا۔ نصرتی نے اپنی مثنویوں اور قصائد کے ذریعے دکنی شاعری کو عظمت و وقار عطا کیا۔ زیرِ نظر مقالے میں عادل شاہی عہد کے تاریخی پس منظر، دکنی زبان و شاعری کے ارتقا، عادل شاہی حکمرانوں کی ادب نوازی، سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی، علی عادل شاہ ثانی، نصرتی اور دوسرے شعرا کی ادبی خدمات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

تمہید

اردو زبان و ادب کی تاریخ میں دکن کو بنیادی اور تاریخی اہمیت حاصل ہے۔ اگرچہ اردو زبان کی تشکیل کے سلسلے میں مختلف نظریات پائے جاتے ہیں، لیکن اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ دکن نے اردو زبان و ادب کی نشوونما اور ارتقا میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ دکن میں اردو کی ابتدائی شکل کو عموماً دکنی کہا جاتا ہے۔ دکن کی سرزمین مختلف تہذیبوں، زبانوں اور ثقافتوں کا مرکز رہی ہے۔ یہاں عربی، فارسی، ترکی، ہندی، مراٹھی، کنڑ اور تلگو زبانوں کے باہمی میل جول نے ایک نئی تہذیبی اور لسانی فضا پیدا کی۔ یہی فضا دکنی زبان و ادب کی تشکیل کا باعث بنی۔ ہمنی سلطنت کے زوال کے بعد دکن میں کئی آزاد سلطنتیں قائم ہوئیں۔ ان میں بیجاپور کی عادل شاہی سلطنت کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ عادل شاہی حکمرانوں نے تقریباً دو صدیوں تک دکن کے ایک وسیع علاقے پر حکومت کی۔ اس عرصے میں بیجاپور نہ صرف ایک سیاسی مرکز رہا بلکہ علم، ادب، موسیقی اور فنونِ

لطیفہ کا بھی اہم مرکز بن گیا۔ عادل شاہی عہد کی سب سے بڑی خصوصیت اس کی ادب نوازی اور فن پروری ہے۔ اس دور میں دکنی زبان کو سرپرستی حاصل ہوئی اور مقامی شعرا کو اپنی صلاحیتوں کے اظہار کا موقع ملا۔ نتیجتاً دکنی شاعری نے ایک مضبوط اور مستحکم ادبی روایت قائم کی۔

عادل شاہی سلطنت: تاریخی پس منظر

عادل شاہی سلطنت کا قیام بہمنی سلطنت کے زوال کے بعد ہوا۔ اس سلطنت کا مرکز بیجاپور تھا۔ عادل شاہی خاندان نے دکن میں ایک مضبوط سیاسی اور تہذیبی حکومت قائم کی۔ عادل شاہی حکمرانوں نے بیجاپور کو ایک خوبصورت اور ترقی یافتہ شہر بنانے کی کوشش کی۔ اس دور میں مساجد، مقبرے، محلات اور دوسری عظیم عمارتیں تعمیر ہوئیں۔ آج بھی گول گنبد، ابراہیم روضہ اور بیجاپور کی دیگر تاریخی عمارتیں اس عہد کی عظمت کی یاد دلاتی ہیں۔ لیکن عادل شاہی عہد کی اہمیت صرف سیاسی یا تعمیراتی نہیں بلکہ ادبی بھی ہے۔ اس عہد میں دربار علم و ادب کی سرپرستی کا مرکز بن گیا۔ شعرا، ادبا، علما، موسیقار اور فن کار دربار سے وابستہ ہوئے۔ تحقیقی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ خصوصاً سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی کے عہد میں دکنی ادب کو درباری سرپرستی حاصل ہوئی اور مقامی دکنی شاعروں کو خاص اہمیت ملی۔

دکن میں دکنی زبان کی تشکیل:

دکن میں مسلمانوں کی آمد کے ساتھ عربی، فارسی اور ترکی زبانوں کے اثرات آئے۔ دوسری طرف مقامی زبانوں، خصوصاً مراٹھی، کنڑ اور تلگو کے اثرات بھی موجود تھے۔ ان مختلف لسانی عناصر کے باہمی اختلاط سے ایک ایسی زبان وجود میں آئی جسے دکنی کہا گیا۔ دکنی زبان میں شمالی ہند کی ہندوی روایت کے ساتھ ساتھ دکن کی مقامی زبانوں کے الفاظ بھی شامل تھے۔
دکنی زبان کی سب سے اہم خصوصیت اس کی عوامی اور مقامی نوعیت تھی۔ یہ زبان صرف دربار تک محدود نہیں تھی بلکہ عوامی زندگی سے بھی گہرا تعلق رکھتی تھی۔ دکنی شعرا نے اس زبان کو شاعری کے لیے استعمال کرکے اسے ادبی وقار عطا کیا۔ یہی دکنی زبان آگے چل کر اردو زبان و ادب کی ترقی کا ایک اہم ذریعہ بنی۔

عادل شاہی حکمرانوں کی ادب نوازی:

عادل شاہی حکمرانوں کو علم و ادب سے گہری دلچسپی تھی۔ ان کے دربار میں اہلِ علم اور اہلِ فن کو عزت و احترام حاصل تھا۔ فارسی زبان اس زمانے کی ایک اہم علمی اور درباری زبان تھی، لیکن عادل شاہی دور کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ دکنی زبان کو بھی ادبی سرپرستی حاصل ہوئی۔ عادل شاہی دربار میں شاعری کی محفلیں منعقد ہوتی تھیں۔ شعرا کو انعامات، وظائف اور اعزازات دیے جاتے تھے۔ اس سرپرستی نے شاعروں میں ادبی ذوق پیدا کیا اور دکنی ادب کی ترقی کے لیے سازگار ماحول فراہم کیا۔ عادل شاہی عہد میں ادب صرف تفریح کا ذریعہ نہیں تھا بلکہ تہذیبی اظہار کا ایک اہم وسیلہ بھی تھا۔

بیجاپور: علم و ادب کا مرکز

عادل شاہی دور میں بیجاپور ایک عظیم علمی اور تہذیبی مرکز بن گیا۔ یہاں ہندوستان کے مختلف علاقوں سے علما، شعرا، ادبا، موسیقار اور فن کار آتے تھے۔ بیجاپور کے دربار میں فارسی کے ساتھ ساتھ دکنی ادب کو بھی فروغ ملا۔ مختلف زبانوں اور تہذیبوں کے میل جول نے بیجاپور میں ایک منفرد تہذیبی ماحول پیدا کیا۔ بیجاپور کی ادبی زندگی میں ہندو اور مسلم تہذیبوں کے باہمی روابط بھی نمایاں تھے۔ اس دور کی شاعری میں ہندوستانی تہذیب اور اسلامی روایت کا ایک خوبصورت امتزاج دکھائی دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عادل شاہی عہد کی شاعری کو صرف لسانی یا ادبی نقطۂ نظر سے نہیں بلکہ تہذیبی نقطۂ نظر سے بھی اہم سمجھا جاتا ہے۔

علی عادل شاہ ثانی اور شعری خدمات:

عادل شاہی حکمرانوں میں علی عادل شاہ ثانی کو بھی ادب و شاعری سے گہری دلچسپی تھی۔ وہ شاہیؔ تخلص سے شاعری کرتے تھے۔ شاہیؔ کو ایک شاعر، مصور اور خطاط کی حیثیت سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کے کلام میں مختلف شعری اصناف شامل ہیں۔ ان کی شاعری کی اہمیت اس اعتبار سے بھی ہے کہ ایک حکمران نے خود دکنی زبان میں شاعری کر کے اس زبان کے ادبی مقام کو بلند کیا۔ شاہیؔ نے صرف ایک زبان تک اپنے آپ کو محدود نہیں رکھا بلکہ دکنی، فارسی اور ہندی شعری روایت سے بھی تعلق قائم رکھا۔ ان کی شعری شخصیت اس دور کی لسانی اور تہذیبی وسعت کی نمائندگی کرتی ہے۔ کلیاتِ شاہی عادل شاہی دور کی شاعری کے مطالعے کے لیے اہم ادبی سرمایہ ہے۔

سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی:

عادل شاہی حکمرانوں میں سب سے زیادہ ادبی اور تہذیبی اہمیت سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی کو حاصل ہے۔ ان کا عہد بیجاپور کی تہذیبی تاریخ کا ایک روشن دور سمجھا جاتا ہے۔ ابراہیم عادل شاہ ثانی صرف ایک حکمران نہیں تھے بلکہ موسیقی، شاعری اور فنونِ لطیفہ کے بڑے قدردان تھے۔ انہیں ہندوستانی موسیقی سے خصوصی دلچسپی تھی۔ انہوں نے اپنے دربار میں ہندو اور مسلم فن کاروں کو سرپرستی فراہم کی۔ ان کے عہد میں تہذیبی رواداری اور فنون کی سرپرستی نے بیجاپور کو ایک منفرد مقام عطا کیا۔ ابراہیم عادل شاہ ثانی کی سب سے اہم ادبی یادگار کتابِ نورس ہے۔

کتابِ نورس: ایک اہم دکنی ادبی سرمایہ:

کتابِ نورس دکنی ادب کی تاریخ میں ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ اس کتاب کے مصنف سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی ہیں۔ یہ تصنیف دکنی زبان کی شاعری اور موسیقی کے باہمی تعلق کا اہم نمونہ ہے۔ اس میں موسیقی سے وابستہ گیت اور شعری اظہار شامل ہیں۔ کتابِ نورس سے سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی کی شاعرانہ شخصیت، موسیقی سے دلچسپی اور تہذیبی مزاج کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کتاب کی اہمیت صرف اس لیے نہیں کہ اس کے مصنف ایک حکمران تھے بلکہ اس لیے بھی کہ یہ دکنی

زبان کو ادبی اظہار کے ایک اہم وسیلے کے طور پر پیش کرتی ہے۔ بعض محققین نے واضح کیا ہے کہ کتاب نورس کو محض موسیقی کا نظریاتی رسالہ سمجھنا درست نہیں بلکہ یہ بنیادی طور پر ابراہیم عادل شاہ کے گیتوں اور شعری کلام کا مجموعہ ہے۔ کتابِ نورس میں ہندوستانی موسیقی، مذہبی اور روحانی تصورات اور دکنی تہذیب کے مختلف رنگ نمایاں ہیں۔

نتیجہ

عادل شاہی عہد دکن کی ادبی اور تہذیبی تاریخ کا ایک نہایت اہم باب ہے۔ عادل شاہی حکمرانوں نے صرف سیاسی حکومت قائم نہیں کی بلکہ علم، ادب، شاعری، موسیقی اور فنونِ لطیفہ کی بھی سرپرستی کی۔ بیجاپور اس عہد میں ایک عظیم علمی اور ادبی مرکز بن کر ابھرا۔ عادل شاہی حکمرانوں کی ادب نوازی نے دکنی زبان کو ترقی کے مواقع فراہم کیے۔ سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی نے کتابِ نورس کے ذریعے دکنی شاعری اور موسیقی کی روایت کو اہم مقام عطا کیا۔ علی عادل شاہ ثانی، شاہی کی حیثیت سے، خود بھی شاعر تھے اور ان کے دربار میں شاعری کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ ملا نصرتی عادل شاہی عہد کے سب سے نمایاں شاعر ہیں۔ ان کی مثنویاں اور قصائد دکنی ادب کا گراں قدر سرمایہ ہیں۔ نصرتی نے دکنی شاعری کو زبان، بیان، تخیل اور فن کے اعتبار سے بلندی عطا کی۔ اس عہد میں مثنوی، قصیدہ، غزل، رباعی اور مذہبی شاعری نے ترقی کی۔ دکنی شاعری کی سب سے بڑی خصوصیت اس کی سادگی، روانی، مقامی رنگ اور تہذیبی وسعت ہے۔ عادل شاہی شاعری میں فارسی، عربی اور مقامی زبانوں کے اثرات ملتے ہیں۔ اس طرح عادل شاہی عہد نے دکنی زبان و ادب کی ترقی میں بنیادی کردار ادا کیا۔ یہ کہنا درست ہوگا کہ عادل شاہی عہد کی شعری خدمات اردو ادب کی تاریخ کا ایک روشن، تابناک اور ناقابلِ فراموش باب ہیں۔ دکنی شاعری نے اردو ادب کی بنیادوں کو مضبوط کیا اور آنے والے ادوار کے لیے ایک وسیع ادبی سرمایہ فراہم کیا۔ عادل شاہی عہد کی شاعری محض ایک تاریخی یادگار نہیں بلکہ اردو زبان، دکنی تہذیب اور ہندوستانی ثقافتی ہم آہنگی کا ایک زندہ اور قیمتی سرمایہ ہے۔

حوالہ جات و حواشی

1. عبدالقادر سروری، اردو کی ادبی تاریخ، حیدرآباد، متعلقہ ابوابِ دکنی ادب۔
2. مولوی عبدالحق، نصرتی، دہلی، 1988ء، نصرتی کے حالات اور کلام سے متعلق مباحث۔
3. ابراہیم عادل شاہ ثانی، کتابِ نورس، دکنی شاعری اور موسیقی کا اہم مجموعہ۔
4. زینت ساجدہ (مرتبہ)، کلیاتِ شاہی، علی عادل شاہ ثانی، حیدرآباد، 1962ء۔
5. نصیر الدین ہاشمی، دکنی ادب اور عادل شاہی شعرا سے متعلق تحقیقی تحریریں۔
6. عادل شاہی دور کے شاعر نصرتی کی ادبی خدمات، خصوصاً گلشنِ عشق، علی نامہ اور تاریخِ اسکندری۔
7. دکنی ادب کی تاریخ سے متعلق تحقیقی مطالعات اور دکنی زبان کے ارتقا پر مبنی کتب۔
8. کتابِ نورس کے مطالعے سے سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی کی شاعری اور موسیقی سے گہری دلچسپی واضح ہوتی ہے۔

کتابیات

1. ابراہیم عادل شاہ ثانی: کتابِ نورس۔
2. علی عادل شاہ ثانی: کلیاتِ شاہی، مرتبہ زینت ساجدہ۔
3. مولوی عبدالحق: نصرتی۔
4. عبدالقادر سروری: اردو کی ادبی تاریخ۔
5. نصیر الدین ہاشمی: دکن اور دکنی ادب سے متعلق تحقیقی تصانیف۔
6. دکنی ادب کی تاریخ سے متعلق مختلف تحقیقی و تنقیدی کتب۔
7. اردو ادب کی تاریخ سے متعلق مستند کتابیں۔
8. دکن کی تہذیبی اور ادبی تاریخ سے متعلق تحقیقی مصادر۔